تنقید و تبصرہ

اصح السیر فی ہدی خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم تالیف: مولانا حکیم ابوالبرکات عبدالرؤف صاحب دانا پوری۔ سائز ۲۶×۲۰/۸

صفحات ۶۸۰ کاغذ و طباعت اعلیٰ۔ خوبصورت گرد پوش۔ قیمت مجلد ۱۰/-/- روپے

ناشر:۔ نور محمد اصح المطابع کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ کراچی۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریزی سیاست نے ہندوستان (غیر منقسم) میں مسیحیت کو فروغ دینے کے لئے دو طریقے اختیار کئے۔ پہلا یہ کہ یورپ سے درآمد کرکے یہاں ایک نظام تعلیم رائج کر دیا۔ دوسرا یہ کہ ملک کے اس سرے سے اس سرے تک مسیحی مشنری پھیلا دیئے تاکہ اسلام کے خلاف زہر چکانی کیا کریں۔ مقصد اس سے اس عقیدت کو ختم کرنا یا کمزور کرنا تھا۔ جو ہر مسلمان کو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

مشنری اگر آپ کی ذات ستودہ صفات پر اعتراضات کرتے اور ہدف مطاعن بناتے تھے تو جدید تعلیم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت، تہذیب، تمدن اور ثقافت سے مسلمان نوجوانوں کو نفرت پیدا ہو جاتی تھی۔

مقصد اس سے بھی یہ تھا کہ عیسائیت کے خلاف مسلمانوں کے پختہ عقائد اور اسلامی تعصب اور دینی حمیت کو کمزور کیا جا سکے، —— اور یہ دوسرا کام ایک ذہین مسلمان سر سید احمد خاں سے کرایا جا رہا تھا! —— اس صورتِ حال سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اللہ تعالےٰ نے علماء کرام کو ہی توفیق دی، انہوں نے نہ صرف پادریوں کے گمراہ کن مغالطوں اور شر انگیز اعتراضات کے دنداں شکن جوابات ہی دیئے بلکہ ایجابی طور پر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کی تدوین شروع کر دی۔ تاکہ مسلمان براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت ذات سے واقف ہو کر کسی پروپاگنڈے کے شکار نہ ہوں اور جدید انگریزی تعلیم جو طلوب واذہان کو مسموم کر رہی ہے سیرت نبویہ کے مطالعہ کی بدولت اس کے زہر سے محفوظ ہو کر اپنی معاشرت

تہذیب اور عقائد و اعمال کو اس کی روشنی میں استوار رکھ سکیں۔ واقعات شاہد ہیں کہ علماء کی یہ مساعی بہت کارآمد ثابت ہوئیں۔

اس ضرورت کو محسوس کر کے سب سے پہلے جس فقیر منش بزرگ نے سیرت محمدیہ کو مرتب کرنے کا تہیہ کیا وہ جماعت اہل حدیث کے مشہور فاضل محقق مولانا قاضی محمد سلیمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیشن جج سابق ریاست پٹیالہ (پنجاب) تھے۔ اس عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے رحمۃ للعالمین جیسی علمی اور شہرہ آفاق سیرت تالیف فرمائی جسے ہر علمی حلقے سے سند قبولیت حاصل ہوئی و للہ الحمد

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا!

رحمۃ للعالمین کے بعد مولانا شبلی صاحبؒ کی بلند پایہ کتاب سیرۃ النبی منظر عام پر آئی یہ دوسرے رنگ کی تفصیلی سیرت ہے اور حق یہ ہے کہ اپنے انداز میں منفرد ہے۔ بحیثیت مجموعی اس کے اکثر مباحث ایسے ہیں جو کسی دوسری جگہ بہ مشکل ہی یکجا مل سکیں گے۔ تاہم اس میں بعض گوشوں کی طرف توجہ دی نہ جا سکی۔ علاوہ ازیں اس کے چند اہم مقامات ایسے ہیں (خصوصاً مقدمہ میں) جن میں صاحب سیرۃ النبی جادۂ صحیحہ پر قائم نہیں رہ سکے اور مستشرقین اور ان کے شاگردانِ رشید (سرسید وغیرہ) سے مرعوبیت کا پہلو لئے ہوئے ہیں ـــــ!

ہمارے خیال میں اس سلسلہ کی تیسری اہم تالیف زیر تبصرہ کتاب اصح السیر ہے۔ جو بلاشبہ اسم باسمی اور حقائق واقعیہ اور نتائج صحیحہ پر مشتمل ہے۔ ابتدا میں آٹھ صفحہ پر پیش لفظ ہے جس میں مصنف نے اس تالیف کی ضرورت اور امتیازیات وغیرہ کا ذکر کیا ہے ـــــ جو حقیقت واقعیہ کا اظہار ہی ہے، مبالغہ سے کام نہیں لیا گیا ـــــ پھر ۲۳ صفحے تفصیلی فہرست کے ہیں جس سے کتاب کے سب مندرجات بہ یک نظر سامنے آ جاتے ہیں ـــــ اس کے بعد ۴۸ صفحات کا مقدمہ ہے جو مختصر ہے مگر پُر مغز اور تحقیقی ہے۔ خصوصاً چند مباحث ـــــ "سیرت کی تدوین" (ص ۱۲-۱۶) "درایت اور عقل" (ص ۱۸ - ۲۳) "عقل کی گمراہی" (ص ۲۳ - ۲۸) "نصاریٰ کا اعتراض" "عقلِ سلیم" (ص ۲۸ - ۳۱) بہت ٹھوس اور نفیس ہیں ـــــ یہ وہ مقام ہے جہاں مولانا شبلیؒ نے سخت ٹھوکر کھائی ہے، اور پھر ان کی تقلید میں صحافی قسم کے مدعیان "درایت" ابتک ٹھوکتے ہی چلے جا رہے ہیں ـــــ!

جناب مصنف نے اس نوعیت کے عامیانہ شبہات پر ناقدانہ نظر ڈالی ہے اور مدلل طریقے

سے بتایا ہے کہ:۔

"تحقیق کی اصل چیز اسانید ہیں کیونکہ یہ اسانید ثقہ اور معتبر لوگوں کی شہادتیں ہیں، جو روایتیں مستند اور صحیح الاسناد ہوں ان کو قبول کرنا واجب ہے جن روایتوں کا موضوع ہونا ثابت ہو جائے ان کو رد کر دینا واجب ہے باقی وہ روایتیں جن کے اسناد معلوم نہ ہوں..... ان کے بارے میں ان علماء کے بیان پر اعتماد ضروری ہے۔ جن کو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت نبویہ پر عبور اور ملکہ راسخہ حاصل ہے کیونکہ وہ الفاظ کی رکاکت و سخافت، طرزِ کلام اور دوسرے قرائن سے سمجھ سکتے ہیں، کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہو سکتا ہے یا نہیں" ص ۲۲

یہ ہے اصل بات جس کو نہ سمجھنے سے سطحیت پسند لوگ غلط فہمیوں کا شکار ہوتے ہیں۔ کہ جن روایات کی سندیں ناپید ہوں وہاں "مزاج شناسئ رسول" کو استعمال کیا جائے۔ نہ یہ کہ صحیحین تک کی بالاسناد احادیث صحیحہ متفقہ کو ہی "درایت" کی کلہاڑی سے مجروح کرنے کی ٹھان لی جائے ــــ! ایک دوسرے مقام پر برخود غلط خام علموں کی غلطی ہائے مضامین کی نشان دہی ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

"غلطی یہ ہے کہ ہمارے نوجوان.... پہلے خود کسی بات کے اچھے یا برے ہونے کا فیصلہ کر لیتے ہیں۔ اور ان کو عقل کے موافق سمجھتے ہیں تو اس کو اسلام یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ یا انہوں نے کسی فلسفی کا قول سنا یا ڈارون کی تھیوری ان کے کان میں پڑی اور پسند آگئی تو کہہ دیا کہ یہی اسلام کی بھی تعلیم ہے ــــ یہ دین میں تحریف ہے ــــ"! ص ۳۱

ہمارے ہاں کے اکثر روزانہ و ہفتہ وار اخبارات اور ماہ ناموں (اردو، انگریزی) میں مضمون نگاروں کی اکثریت جو مضامین نویسی کی مشق کرتی ہے، اور اسلامی مسائل ــــ ملکیت زمین، سود، ثقافت، موسیقی، ضبطِ تولید، معاشی ناہمواری، حدود اللہ، اجتہاد وغیرہ ــــ کو اس مشق کا ایسے حضرات تختہ بناتے ہیں کیا اس کی بنیاد یہی مغالطہ خوری نہیں ہے جس کا مؤلف اصح السیر نے ذکر کیا ہے۔

اس طرح کی بعض دوسری چیزیں بھی مقدمہ میں کام کی ہیں۔ اب صفحہ ۵۴ سے کتاب شروع ہو جاتی ہے اور نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہو کر ازواج مطہرات کے مبارک تذکروں پر کتاب کا پہلا حصہ ختم ہو گیا ہے۔ جس میں بہت سے ضمنی مباحث بھی آ گئے ہیں۔

کتاب کی پہلی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں محدثینؒ کے بیان کردہ واقعاتِ سیرت کو ایسے انداز میں پیش کیا گیا ہے جو جدید ذہن کو اپیل بھی کریں۔ اور اسلام کے بنیادی عقائد و اعمال پر آنچ بھی نہ آئے۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ حافظ ابن القیمؒ کی زاد المعاد کے طرز پر غزوات و واقعات سے بعض مسائل مستنبطہ پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ مثلاً مسئلہ متعہ، زکوٰۃ، پردہ، مالیات، نکاح محرم وغیرہ اور لطف یہ کہ باوجود حنفی المسلک ہونے کے مسائل اختلافیہ میں اعتدال کا دامن کہیں بھی ہاتھ سے چھوٹنے نہیں پایا ہے۔

تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اسماء و اعلام کو ضبط کر دیا گیا ہے — مثلاً خزرج بفتح خاء معجمہ و سکون زائے معجمہ و فتح رائے مہملہ و جیم — اس سے اردو دان حضرات کو عربی ناموں کے صحیح تلفظ میں بہت مدد مل سکتی ہے مگر افسوس ہے کہ کتابت کی بعض فاش غلطیوں نے مؤلف کے مقصد کو نقصان پہنچا دیا ہے — جیسا کہ بزّاز کو متعدد جگہ بَزّاز لکھ دیا گیا ہے (ص ۱۳۵ وغیرہ) یا مُصارف (ص ۳۹۸) وغیرہ —

ایک بڑی کمی اس کتاب میں البتہ یہ ہے کہ ہر چیز کا تفصیلی ماخذ نہیں بتایا گیا۔ اور ہماری دانست میں ایک "محقق" اس کو بہت محسوس کرے گا۔ اگر بقید صفحات حوالے ہوتے تو کتاب کو چار چاند لگ جاتے۔ کارخانہ اصح المطابع مستحق صد مبارک باد ہے کہ اس نے ایسی نفیس کتاب کو اچھی طباعت کے ساتھ دوسری بار زیور طبع سے آراستہ کیا۔

ہماری رائے میں عربی مدارس کے علماء و طلباء اور کالجیٹ حضرات سب کو اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اگر مؤلف نے دوسری جلد بھی لکھی ہو تو حاصل کر کے اسے بھی شائع کر دینا ضروری ہے کیونکہ وہ بقول مؤلف پیغمبرانہ زندگی کی تفصیلات پر مشتمل ہو گی۔ جب کہ جلد اوّل انہ زندگی کی آئینہ دار ہے۔